دسہرا

از

ہز اکسلنسی راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنۃ
جی۔سی۔آئی۔ای۔ پیشکار و سابق مدار المہام سرکار عالی المتخلص بہ شاد

در

مطبع محبوب پریس علاقہ پیشکاری سے شائع ہوا

www.taemeernews.com

سری رامچندرجی کی بہادری

سال گذشتہ میری مہربان لکھی رام داس صاحب اڈیٹر راجپوت گزٹ لاہور نے براہ محبت اور اپنے حسن ظن کے یقین پر مطمئن ہو کر میرے ذمہ یہ خدمت تفویض کی کہ میں ڈیوینبہ پرچہ کے لئے کوئی مضمون شجاعانِ ہند کے متعلق لکھوں۔

اگرچہ میرے دوست کی فرمائش انکی اعلیٰ قابلیت اور بلند خیالی کا پہلو لئے ہوئے تھی۔ مگر میری بے مائگی علم کا اقتضا یہ نہ تھا کہ بہ آسانی اسکو پورا کرسکتا لیکن مصداق

خیالِ خاطرِ احباب چاہئے ہردم — انیس ٹھیس نہ لگجائے آبگینوں کو

میں نے اپنے مہربان کی خواہش اور خوشی کیلئے اپنے پریشان تاریخی خیالات کو منضبط کرکے انکے پاس بھیجدیا لیکن ڈیوینبہ پرچہ اس مضمون سے خالی رہا ممکن ہے کہ مہربان کو میری پریشانی خیالی پسند نہ آئی ہو۔ اس سال احبابِ وطن کی خواہش سے اس مضمون کو نظرِثانی کرتا ہوں

www.taemeernews.com

اگرچہ میں اس تاریخی میدان میں سوار نہیں پیادہ ہوں لیکن با این ہمہ بیدل دلاوروں نے شہسواروں کے ساتھ دوڑنے پر آمادہ کر دیا ہے۔ ناظرین سے امید ہے کہ اس کی وہی وقعت کرینگے جو ایک سیدھے سادے سپاہی کی بے تکلف باتوں کی اخلاقاً کیجا سکتی ہے۔

تاریخ ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے انسان گھر بیٹھے تمام دنیا کی سیر کر سکتا ہے اور اُن واقعات پر جن کو زمانہ اپنی تیز رفتاری سے پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ نہایت سکوت اور خموشی کے ساتھ نظر ڈال کر ماضی و مستقبل و حال کی صیغہ گردانی کرتے ہوئے دنیا کی نیرنگیوں سے عبرت کا سبق حاصل کر کے کامیاب ہو سکتا ہے۔

اسی طرح ہم بھی جب تاریخی دنیا کی سیر کرتے ہیں تو ہر قوم اور ہر ملت و مذہب کے ہزاروں نامور اور شجیع اور بہادروں کی اقبالمندانہ جوانمردی کے کارناموں کے دیکھنے کا موقع پاتے ہیں۔ جنکو زمانہ نے انھیں خدا جانے کس عظمت کے آسمان تک پہونچا دیا تھا اُن بہادروں نے اپنی یادگار جوانمردی کا نقش دلوں پر ایسا گہرا اڈالا ہے کہ زمانہ کی ہستی کو مٹا دینے والی رفتار بھی اُن کو نہ مٹا سکی اور نہ قیامت تک مٹا سکے گی۔

اگرچہ بہادری عموماً ایک ایسی صفت ہے کہ وہ عام اور خاص دونوں معنوں پر حاوی ہے۔

www.taemeernews.com

عام تو وہ بہادری ہے کہ جاہل اور وحشی بھی اس لفظ سے پکارے جانے کا مستحق ہو سکتا ہے اسلئے کہ اُنکے نزدیک مارنا اور مرنا ایک معمولی چیز ہے۔ آئے دن کے ہزاروں واقعات ہمارے پیش نظر ہین کہ ایک ادنی بات پر وہ جاہل آپس مین لڑے اور دادِ شجاعت، و مردانگی دیکر کھیت ہو رہے۔ خاص بہادری وہ ہی جس کا تعلق اصلی شجاعت سے ہو۔ خواہ وہ عورتون سے متعلق ہو خواہ مردون سے۔

گذشتہ زمانہ کی عورتون کی بہادری کے کارنامون کو گذرے ہوئے زمانے نے اپنی تاریخ کے پردون مین کچھ اس طرح پوشیدہ کر رکھا ہے کہ اُنکے متعلق گویا ہم کچھ جانتے ہی نہین۔ ہم اُن عورتون کی مردانہ جنگ آزمائی اور بہادرانہ میدان داریون سے قطع نظر کرکے صرف ایک ستی ہونے کے متعلق اتنا ہی کہہ سکتے ہین کہ ستی ہونا کچھ کم بہادری نہین ہے۔ یہ وہ بہادری ہے کہ بہادر سے بہادر کو بھی نیزہ و تلوار کے دنگل مین کودنا بمقابلہ اسکے کہ چتا کی آگ مین دلیرانہ بے اختیاری کے ساتھ کود کر جل بھن کر خاک ہو جائے۔ آسان تر ہے۔ مگر یہ دل یہ استقلال خدا نے عورتون کو ہی دیا ہے۔ انسانی دلیری و مردانگی سے اگر قطع نظر کی جائے تو ہم دیکھتے ہین کہ چرندون اور پرندون کو بھی خدائے قادر نے اس صفت سے مستثنے نہین کیا۔ چنانچہ وہ شوقین اشخاص پرندون کی معرکتہ الارا میدان داری سے زیادہ دلچسپی

www.taemeernews.com

لیتے ہین اور اُن کے بہادرانہ اور جوش مین بھرے ہوئے حملون کی وہی داد دیتے ہین جنہون نے معرکہ آرائی تیر بازی وغیرہ کے شوق مین حصہ لیا ہو چونکہ ہمارا مضمون خاص بہادری اور وہ بھی مردانہ بہادری سے متعلق ہے لہذا اگر ہم کسی ایک بہادر کو اپنے مضمون کا ہیرو بنا کر اسکی سیدھی سادی جنگ اور جوش کی تصویر الفاظ مین دکھائین تو یہ تصویر اس وقت تک ادھوری تصویر ہوگی جبتک کہ اس صفت سے کے متصف کی اصلی اور حقیقی خوبیون پر محققانہ روشنی نہ ڈالین۔

ہمنے جہانتک غور کیا ہندوستان کی تاریخی دنیا مین شجاعت وجوانمردی کی تمام وکمال خوبیون کا مستحق سوائے مہاراجہ مہراج رامچندر فرزند راجہ دسرت کے ایسا کسی کو نہ پایا جو ہمارے تاریخی مضمون کا ہیرو ہو سکتا۔ اسلئے ہم اپنے مضمون کے میدان کو اپنے واجب التعظیم ہیرو کا رزمگاہ بنا کر ناظرین کو شجاعت اور معرکہ آرائی کی شانی تصویر دکھاتے ہین۔

اصلی شجاعت انکی نفس کشی۔ حق پرستی۔ والدین کی اطاعت۔ بھائیون کے ساتھ ہمدردی۔ رعایا کے ساتھ محبت۔ مظلومونکی عدالت۔ مالک حقیقی کی رضاجوئی صبر وتحمل۔ استقلال عقل کی زیادتی اور روحانی روشنی تھی۔ اگر ان خاص اوصاف سے ہمارا واجب الاحترام ہیرو متصف نہوتا تو بجز اس کے

www.taemeernews.com

کہ جس طرح کسی ایک پہلوان یا وحشی جاہل سپاہی کا تذکرہ چند روز تک افسانہ
کی طرح زبان زد خاص و عام رہکر اپنی ہستی کو فنا کرکے تاریخی صفحات پر
پردہ ڈالدیتا ہے انکی یادگار بہادری کا کارنامہ بھی نسیاً منسیاً ہوگیا ہوتا۔
مگر ان کی شجاعت اور ان کے تمام اوصاف کمالیہ انسانیہ کو تاریخین اپنے
صفحات کے دامن مین لئے ہوئے اِن کے اثرات سے مذہب کو قوت
دے رہی ہین اور قیامت تک قوت دئے جائین گی۔ دوست دشمن اپنے
بیگانے ان کی ذات کے صفات پر متفق ہین اسلئے مین خصوصیت کے ساتھ
اس مضمون کے لئے شجاعان ہند سے کسیکو انتخاب نہین کرسکا اور نہ کرسکتا تھا
اور نہ میری سچی اور بے ریا عقیدت نے گوارا کیا کہ ایسے سورج بنسی کے
چمکتے ہوئے آفتاب کو چھوڑکر کسی ذرّے کو آفتاب کا ہمسر مان لون۔
اب مین اپنے معزز ناظرین کو اپنے مضمون کے تماشاگاہ مین وہ تصویر دکھانیکی
کوشش کرتا ہون جس کا نام شری رام چندر جی کی بہادری ہے۔ اگرچہ
شری رام چندر جی کے بہادرانہ کارنامے تاریخ کے صفحات پر آفتاب کی طرح
روشن ہین اور اگر کوئی چاہے تو رامائن کے مطالعہ سے دیکھ سکتا ہے کہ ایک
بنی آدم نے اپنی قوت بازو کے بدولت ایک حریف کے مقابلہ مین کس طرح
جنگ کرکے کامیابی حاصل کی۔ اور یہی بہادری کہلاتی ہے۔ نہین نہین بلکہ
بہادری سے میری مراد یہی نہین ہے کہ ایک بہادر سپاہی دشمن کی فوجون

www.taemeernews.com

کے مقابلہ مین سینہ تانے کھڑا ہے۔ لڑائی کا میدان دشمن کی فوج کی کثرت سے نمونۂ میدانِ حشر اور خوف ملی جرأت کا جولانگاہ بنا ہوا ہے۔ بہادر سپاہی نے بجلی سے چمکنے والی تلوارون اور سنگینون کے دریا مین غوطہ لگا کر دشمن کی فوج [illegible] جا کر [illegible] رعب کو اسکے مقام مین پہنچکر لوٹا اور دو چار حملون مین اس کا کام تمام کر دیا نہین ہرگز نہین۔ اصلی شجاعت حمیت۔ غیرت۔ رحم اور استقلال [illegible] ہمارے [illegible] کی بہادری کا حقیقی مفہوم ہے۔ [illegible] موقع پر جہان ہم انکی حقیقی شجاعت پر روشنی ڈالنا چاہتے ہین۔ تاریخی مقامات کا اظہار بھی مناسب سمجھتے ہین جو دلچسپی سے خالی نہین ہے۔ علاوہ اسکے [illegible] معرفت کو بھی کہین کہین حسب ضرورت بیان کرینگے جس سے ثابت ہو کہ ہمارے ہیرو نہ صرف ایک شجیع بہادر سپاہی النسل چھتری [illegible] تھے بلکہ معرفت اور حقیقت کی محفل مین بھی ان کو بالانشینی کا درجہ حاصل تھا۔ اور قدرت نے انکو (راج رشی) ہونے کا مرتبہ بخشا تھا۔

یہی ایک چیز ایسی حاصل تھی کہ جسکی بدولت قوت بشری سے زیادہ انکی روحانی قوت اور عرفان کی نیرنگیون نے ایک عالم کو حیرت مین ڈالدیا تھا جس کا اثر ہمیشہ باقی رہے گا۔

ہمارا خیال اس وقت اُس مقدس سرزمین پر پہنچا ہے جسے قدامت کی نہ[illegible] تاریخ چترکوٹ کے پہاڑ کے نام سے یاد دلاتی ہے۔ ہمارا خیال اس مقام کو [illegible]

www.taemeernews.com

تاریخی نظر سے دیکھتا ہے وہاں کی سنہری مختلف قدرتی چیزوں کو اپنے دامن
مین لیکر نظر کے سامنے کردیتی ہے مذہب ان چیزون کی ہسٹری بناتا جاتا ہے
اور وہ گذشتہ سین خیال کے ذریعہ سے ہماری نظر مین پھر جاتا ہے ۔
ہم دیکھتے ہین کہ مہاراجہ رامچندر جی اپنے بہادر بھائی مہاراجہ لچھمن اور حُسن وعصمت
کی دیوی وفادار بیوی مہارانی سیتاجی کے ساتھ پہاڑ کے دامن مین کھڑے
وہان کے سبزہ زار کی بہار اور میوون کی تر و تازگی سے اپنے حق آگاہ دل کو
تقویت دے رہے ہین۔ اس دلکش مقام کے دلچسپ سین کی تصویر سے
قدرت کی کرشمہ کاریون اور کثرت مین وحدت کے جلوون کا اثر جو کچھ ان تینون
رہروانِ منزلِ طریقت و معرفت کے دل پر پڑا اسکے بیان سے ہماری قوتِ ناطقہ
معترفِ عجز ہے لیکن دیکھا یہ گیا کہ یہ تینون مسافرانِ جادۂ کامگاری آگے بڑھے
اور اُس مقام پر پہنچے جہان سے ہمارے بہادر رہرو کے بہادرانہ استقلال کا
دور شروع ہوکر ہمارے مضمون کے مفہوم کو ادا کرتا ہے۔
مین اُن تمام واقعات کو قلم انداز کرتا ہون جو ان کو اس سفر کی ہر منزل پر
پیش آئے۔ سری رام چندر جی کا بہادرانہ استقلال اور صبر و رضا کا درجہ
انسانی قوت کے دائرہ سے کس حد تک گذرا ہوا تھا اور اپنی جوانمردانہ
جرأت کا تاریخی دنیا کے دل پر کیسا گہرا نقش ڈالا تھا جسکو زمانہ اپنی ہزارون
برس کی رفتار مین بھی نہ مٹا سکا اور نہ قیامت تک مٹا سکے گا۔ نہین نہین مین

www.taemeernews.com

غلطی پہ ہون کہ رام کی قوت کو انسانی قوت سے تشبیہہ دی بلکہ اُنکی قوت و
جرات و بہادری کا صرف اندازہ کرنا انسانی قوت خیال کی حد سے باہر ہے
بلکہ مین تو یہ کہتا ہون کہ آن کے غلامون کی قوت کا انس وجن بھی ملکر اندازہ
نہین کر سکتے جس طرح قدرت نے مہاراجہ سری رام چندر کو باہمہ صفت موصوف
کیا تھا۔ اسی طرح مہارانی سیتا کا جواب جگت مین دوسری کوئی مہارانی ہوئی
ہنومان جی کو قدرت نے اپنے شجیع مخدوم کا خادم خاص طور پر پیدا کیا تھا
جسکے زور و توانائی اور روحی قوت کا اندازہ کرنا محال ہے ہر چند رام گو ہر
چیز کی ماہیت اور ہر معاملہ کی حقیقت سے اچھی طرح واقف تھے۔ مگر
چونکہ تابع مشیت تھے اپنے افعال و اقوال سے وہی کام لیتے تھے جو مشیت
مین مقدر ہو چکے تھے اور جسکی انصرام و تکمیل کو قدرت نے سری رامچندر جی کے
متعلق نہ اقبالمندیون پر منحصر رکھا تھا جس مین یہی راون کا بھی ایک معرکۃ الآرا
معاملہ ہے جسکو ہم لکھ رہے ہین اور جسپر سری رام چندر جی گویا مامور ہوئے
تھے کہ ایسے سرکش اور گستاخ اور حق فراموش سے دنیا کے پیچ کو نہ صرف
خالی کرین بلکہ قدرت کو یہ منظور رہا کہ اُنکی اُس دلی تمنا کو اسی ذریعہ سے
رامچندر جی پوری کرین جو ازلی آرزو تھی۔ وہ کیا سری رام چندر جی کے ہاتھ سے
شہادت کا مرتبہ پانا اور اُسکے اسباب بھی وہی ہوئے جن کا تعلق انسانی
معاشرت سے ہوا کرتا ہے یعنی فسونساز راون مظہر اسرار قدرت کی دفاداری

www.taemeernews.com

کو جسکے جسم پر قیمت و عفت کا جامہ خیاط قدرت نے خود قطع کیا تھا جابرانہ فریب اور ظالمانہ مکر سے چرا لے گیا۔

سری رگھبر کی غیرت و حمیت نے جو شجاعت کے اسباب سے ہین حرکت کی دریا سے جلالت جوش پر آیا۔ اگرچہ بلحاظ اُسکے کہ مہاراجہ رام چندر چھتری بنسی یعنی سپاہی النسل سے تھے اور راون برہمن تھا۔ مہاراجہ رام چندر جی کی فطرت مین قدرت نے رحم۔ کرم۔ ہمدردی۔ استقلال اور روحانی روشنی ودیعت فرمائی تھی اور برہمن کو مذہبی عزت اور بھگت کا مستحق گردانا تھا۔ اُسکا اقتضا یہ نہ تھا کہ راون کو قتل کرین کے مہارانی سیتا کو اُسکی قید سے رہا کر سکتا اور یہ ان کے نزدیک کوئی مشکل بات نہ تھی بلکہ تاریخی واقعات خود اِس بات کی شہادت دینگے کہ ایسے مواقع قبل از جنگ اور درمیان جنگ کے بارہا پیش آئے کہ اگر سری رگھبر چاہتے تو بآسانی مہارانی سیتا کو لے آتے مگر جس کام کے انجام پر وہ مامور کئے گئے تھے اس کا پورا کرنا اُن پر فرض تھا۔ اسلئے اُنھون نے راج نیتی کے قانون کو پوری طرح سے کام مین لاکر اپنے پیرؤن کو سبق دیکر بتلایا کہ راجاؤن کے سلئے کیا کرنا چاہئے اور سپاہی کے کیا فرائض ہوتے ہین اور راج نیتی کسکو کہتے ہین اسلئے ارادہ کرلیا کہ دشمن سے اسکے گھر پر جاکر انتقام لین اور اس تمردی و سرکشی کی پوری سزا دین حلیم کا غصہ تھا اور جاننے تھی امر حقیقت کا مظہر ممکنات عالم مین کون اس مجسم قہر کا

www.taemeernews.com

مقابلہ کر سکتا تہا اور کون اس مصدر جبروت قہار کے جلال کا تحمل ہوسکتا تہا چونکہ ہر حال مین تابع مشیت تھے خدا پہ بہروسہ کر کے چلے اثنا رراہ مین سگریو سے (جو اپنے بھائی کا ستایا ہوا مع اپنے خاص خاص دوستون اور وفادار ملازمون کے ایک پہاڑ کے دامن مین پوشیدہ زندگی بسر کرتا تھا) ملاقات ہوئی راجندرجی نے جو بحقیقت قدرت کی طرف سے ناخداترس سرکشون کی سرکوبی پر مامور تھے اس کے بھائی (بال) سے دنیا کو خالی کر کے سگریو کو تخت و تاج کا مالک کیا۔ جوانمردانہ شجاعت کی یہ پہلی صفت تھی۔ کیا کوئی تاریخی زمانہ اس فیاضی کی نظیر ہمارے سامنے پیش کر سکتا ہے؟ ہرگز نہین سگریو نے بھی اپنے محسن کا حق احسانمندی ادا کرنے مین کمی نہین کی۔ ہنومان جی کو جانکی جی کی خبر لانے کے لئے مامور کیا اور اپنے بھتیجے انگد فرزند بال اور جاونت شاہ خرسان کو کہا کہ ہنومان جی کی متابعت کرو۔

اب مین تمام واقعات کو بخوف قلم انداز کرتا ہون۔ سیتاجی کی اس حسرتناک اور دل دکھانے والی حالت کا اندازہ کرنا ہمارے خیال کی قوت سے باہر ہے۔ اب ہم ایک اور مقام پر پہونچتے ہین اپنے خیال کی آنکھون کو کہولو اور دیکھو کہ ہنومان جی راجندرجی کے جان نثار دوست سیتاجی کی تلاش مین رات کے وقت لنکا مین داخل ہوئے ہین اور ایک پہاڑ پر چڑھکر وہان سے لنکا کے منظر پر ایک تفصیلی نظر ڈالی ہے آبادی۔ اور اسکی مرصع کاری کو حیرت

www.taemeernews.com

کی نظر سے دیکھکر دل مین فیصلہ کر لیا کہ لنکا کو شہر کہنا جنت نہ کہنا مناظر قدرت کی توہین کرنا ہے۔ تمام شہر آئینہ خانہ قدرت ہے در و دیوار مینا کار۔ ہر سقف جواہر نگار۔ وہان انہون نے پشپک (جادو کا رتھ) دیکھا جسمین دیوون کے بادشاہ کا محل ہے اس وقت کی وہ حالت جو ہنومان جی کو وہان نظر آئی اسکے دکھانے کے لئے ہمارے قلم کی قوت نہین کفایت کرتی ۔

نقارے جھانجھ اور طبل کی آپس مین ملی ہوئی میٹھی میٹھی خوشگوار آوازین جن پر دور کے بادل کی گرج کا دھوکا ہوتا تھا ہنومان جی کے کان مین آئین۔ کچھ دیر وہ کھڑے رہے۔ پھر ذرا اور آگے بڑھتے یہانتک کہ انکی بہوت سے چونک چونک پڑنے والی آنکھون کے سامنے زردون کی چمکتی دمکتی لمبی چوڑی گاڑی نمایان ہوئی جو ایک سمت سے دوسری سمت تک کئی میل تک چلی گئی تھی جو اپنے مالک کی مرضی پر چلتی تھی اور سمندرون اور پہاڑون پر اڑی اڑی پھرتی تھی اسکی اونچی اونچی شاندار محرابین سونے کے ستونون پر قائم تھین اور ان مین نیچے سے اوپر تک رنگ برنگ جواہرات جڑے ہوئے تھے اور پہلو بدل بدلکر مختلف رنگون سے جگمگا اٹھتے تھے۔ راجچندر جی کی فوج کے اس حیرت زدہ سردار نے اس احاطہ مین ایک عالیشان محل دیکھا جو بہت وسیع اور نہایت ہی بلند تھا جس مین سونے اور بلّور کے دروازے تھے! اور چارون طرف ہر قسم کی نظر فریب چیزین سجی ہوئی تھین۔ وہی محل راکشسون کے بادشاہ کا تھا

www.taemeernews.com

اسکے طلائی برجون مین لعل و گوہر نصب تھے۔ ہر برج پر پھریرا لہرا رہا تھا ہر دروازہ پر ہزارون دیو دن کا پہرہ۔ انسان تو کیا انسان کے خیال کا بھی وہان تک گذر دشوار تھا۔ ایک طرف شیاطین وجنات کا لشکر مسلح موجود۔ ہنومان جی نے یہ کیفیت اور یہ سامان دیکھکر دل مین خیال کیا کہ یہان تو خیال کی رسائی اگرچہ دشوار نہین تو آسان بھی نہین۔ مگر کسی چیز کے حاصل کرنے کی خواہش پر گرویدہ ہونا اور پیش آنے والی دقتون کو برداشت نہ کرنا پست ہمتی کی دلیل ہے۔ اسلئے بہادر اور شجیع مخدوم کے جان نثار خادم نے اپنی ہمت کے قدم کو آگے ہی بڑھایا اور اپنی حسن تدبیر سے سیتا جی کی خدمت مین پہونچے۔ تسلی آمیز کلمات سے مایوس وشکستہ دل جانکی جی کو اطمینان دلاکر راون کے باغ کا راستہ لیا۔ اس موقع پر ہم ناظرین کو متوجہ کرتے ہین کہ جس جان نثار خادم نے اپنے حسن تدبیر سے مہارانی سیتا کی خدمت مین باریاب ہونے کا شرف حاصل کیا۔ کیا اُسکے نزدیک مہارانی سیتا کو وہان سے لیکر اپنے مخدوم اور محسن کی خدمت مین پہونچا دینا کوئی مشکل امر تہا؟ نہین نہین مگر اس کارگذاری سے اس انتظام قدرت مین خلل واقع ہونے کا پہلو نکلتا تہا جو مقدر ہو چکا تہا۔ چونکہ راضی برضا رہنا اور اُسکی بلاؤن پر صبر کرنا سری رگھبر کی ذاتی صفت تھی۔ اسلئے حسب تعلیم مہاراجہ رامچندر ہنومان جی نے تسلیم رضا سے کام لیا۔ جہان لاکھون دیو شیاطین کا پہرہ تہا اس نڈر بہادر نے رام کا نام لیا

www.taemeernews.com

اور اسکے اندر پہونچکر اسکو اپنا خانہ باغ بنایا۔ میوہ کہانا شروع کیا۔ جب خوب سیر ہوچکا باغ کو اُجاڑا۔ درختون کو جڑ سے اُکھاڑا۔ استرکون کو پامال روشون کو برباد کیا۔ محافظین باغ کا ایک ایک طمانچہ مین کام تمام کیا۔ راون کے ایک بیٹے کو نہنگ اجل کے منہ مین پھینک دیا۔ راون کے دوسرے بیٹے میگہ ناد اپنی فسون کاری سے ایک زنار لیکر ہنومان جی کے سامنے آیا۔ اور کہا کہ اگر تو برہمن کا معتقد ہے تو یہ زنار گلے مین ڈال لے اُس فسونساز کا یہ جادو ایک حد تک چل گیا۔ مگر کارگر ہوا۔ ہنومان جی نے اپنے مرشد کامل کے کام مین آسانی سے اپنا گلا بند ہوا دیا ۵

از جان چہ عزیز است بگو تا بتو بخشم

جب راون کے سامنے لایا گیا۔ راون نے بغیظ و غضب پوچھا تو کس کا فرمان بردار ہی کہ تو نے میرے تمام لشکر کو زیر و زبر کیا۔ میرے لہلہاتے باغ کو اجاڑا تجکو اپنی جان عزیز نہتھی جو یہ گستاخی کی؟۔

ہنومان جی نے کمال دلیری و استقلال جواب دیا کہ کیا تو نہین جانتا کہ مین سری رام چندر جی کا قاصد ہون۔ اپنی گستاخی اور شوخ چشمی پر نظر کر کہ تو رام کی پیاری عفت کیش مہارانی کو چرا لایا مین انھین کی جستجو مین سمندر رہا ندکر یہانتک آیا ہون۔ جب تیرے لشکر نے مجھپر جفا کی تو مجھے چارہ نہ تہا کہ مین اپنے مرشد و ہادی کی بخشی ہوئی طاقت سے کام لیتا

www.taemeernews.com

اور اپنی حفاظت نکرتا۔ اب بھی اگر تو اپنی جان کی خیر چاہتا ہے تو جانکی جی کو میرے ہمراہ کر دے کہ تیرا تخت و تاج تیرے لئے قائم رہے ورنہ یاد رہے کہ تیرا یہ جاہ و حشم یکدم مین فنا ہو جائے گا۔ اور تو اس طرح سے مارا جائے گا کہ تیری لاش پر زاغ و زغن گریہ کرینگے۔ راون اس چرب زبانی سے آگ ہو گیا بغیظ و غضب دیوؤن کی طرف دیکھا اور حکم دیا کہ ابھی اسکو قتل کرو لیکن جسکو رکھے سائیان وا کو مار سکے نا کوئی۔ بمصداق

دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست

بھبیکھن کی سفارش پر قتل سے تو باز رہا مگر حکم دیا کہ اسکی دُم جلا دی جائے کہ بندر کو دم پیاری ہوتی ہے۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔

ہنومان جی نے جب دیکھا کہ ناریون نے جلے دل کے پھپولے پھوڑنیکے پورے سامان کر دئے۔ زمین سے ایک جست کرکے بالاے ہوا جا کر دُم کو بمصداق (گھر کا بھیدی لنکا ڈہائے) تمام لنکا مین آگ لگا دی۔ راون کے قصر کو جلا کر خاک سیہ کر دیا لنکا بھر مین کوئی گھر کوئی قصر کوئی باغ ایسا نہ تھا جو کرۂ نار نہ بن گیا ہو۔ ہزارون جن بھوت شیاطین جس قدر پانی ڈالتے تھے تیل کا کام دیتا تہا جب تمام شہر جل چکا تو سمندر مین آکر اپنی دُم کو ٹھنڈا کیا۔ اور ہنستا ہوا سیتا جی کے سامنے آکر کہنے لگا کہ مین اب لنکا سے روانہ ہوتا ہون۔ ممکن تھا کہ مین لنکا کو تاراج کرکے تمھین

www.taemeernews.com

رام کے پاس لیجانا۔ مگر حکم نہین ہے۔
(ناظرین اسی موقع پر اچھی طرح سے اس امر کو محسوس کرسکتے ہین کہ ہمارا سیتا مائی کو اس قید مصیبت سے رہائی دینے کے لئے ہنومان کو یہ موقع نہایت آسان تہا مگر حق مین اور حق کی رضا پر جان دینے والے محقق سری مہاراجہ رامچندر کی یہ تاکید تھی کہ ایسا نہ کرنے پائے۔ کیا کوئی کسی بہادر کی ایسی بھی مثال پیش کرسکتا ہے کہ اپنے ذاتی کل مصالح اور فوائد کو خدا کی رضا اور مشیت پر چھوڑکر تسلیم و رضا کے امتحان مین کامیابی حاصل کرنیکے لئے اپنے کو معرض ہلاکت مین ڈال کر قربت اور خصوصیت کا مرتبہ حاصل کرے۔)
یہ کہکر سمندر کے اس طرف آکر جامونت اور انگد سے ہم آغوش ہوکر اپنے بادشاہ کے سلام کو گیا اور اُسکو ساتھ لیکر رامچندر جی کی خدمت مین باادب حاضر ہوکر تمام قصہ بیان کرکے رام رگھبر کو آمادہ کیا کہ لنکا پر چڑہائی کرین۔ رام نے جامونت اور سگریو کو حکم دیا کہ اپنا اپنا لشکر تیار رکھین سری رامچندر جی نے جس بیشمار فوج سے لنکا پر چڑہائی کی اور وہان پہنچکر پہلے ہی حملہ مین اسپنے قدرتی قوت سے راون کو شکست دی۔ اسکی صراحت کی زیادہ ضرورت نہین۔
راون لنکا کے پہاٹک پر شکست کھاکے نہایت بدحواس ہوکے لوٹتے ہوئے

www.taemeernews.com

دل سے بہاگا جس طرح وہ زخمی ہاتھی جو شیر کی جست کے سامنے گر پڑتا ہے۔
اور گہبرا کے چیخ اُٹھتا ہے اور سمجھ جاتا ہے کہ شیر کے بہاڑ کھانے والے دانت
ایسے ہوتے ہین۔ یا اس بڑے مہیب سانپ کی طرح جو چڑیون کے بادشاہ
کے پھڑپھڑاتے ہوئے بازوون اور کینہ ور پنجون کے نیچے پڑا ہو۔
تابڑتوڑ تیر جنکو راجندر جی برسا رہے تھے انکی وجہ سے بڑا خوف اور
اضطراب راون کے دل مین پیدا ہو گیا تہا۔ کیسے تیر جن کے گرد بجلی کے
شعلے لپٹے ہوئے تھے بالکل ان برہما کی تیرون کی طرح جو دنیا کا خاتمہ
کر دیا کرتے ہین آخر وہ اپنے محل مین گیا۔ اپنے سونے کے پاٹ پر تکیہ
لگا کے بیٹھا اور غضب آلود شعلے برسانے والی آنکھین نیچی کر کے عاجزی
اور ذلت کے لہجہ مین بولا۔ دیوتو۔ افسوس ساری محنت بیکار ہے کوئی
نتیجہ نہین میری ایک عمر کی تکلیف سب اکارت گئی مجھپر دشوار ہے کہ ایک
آدم زاد سے مین ڈر جاؤن۔ مجھپر دیوتاؤن کا قابو نہین چلتا۔ اندر نے مجھے
اپنا ہمسر مان لیا اور ایک آدمی سے ڈر جاؤن۔ برہما کے وہ الفاظ جن مین
اُنھون نے میری قسمت کی نسبت پیشین گوئی کی تھی جنکو سُنے بہت زمانہ ہوا
اب افسوس میری روح ان الفاظ کو یاد دلاتی ہے۔ ان کے یہ کلمات مجھے
رہ رہ کے یاد آتے ہین۔ مغرور اور خود فراموش دیو ڈرتا رہ۔ ایک انسان
کے ہاتھ سے تباہ و برباد ہونے کا خوف ہر وقت اپنے پیش نظر رکھ۔

www.taemeernews.com

سیری ۔ عا اور میرے حکم سے تجھکو کوئی دیوتا ۔ کوئی فرشتہ ۔ کوئی شیطان ۔ کوئی درندہ ۔ کوئی سانپ صدمہ نہ پہنچا سکیگا ۔ ان سب سے تو محفوظ رہیگا ۔ انکی قوت و طاقت سے تیری زندگی کا طلسم نہ ٹوٹیگا ۔ فقط انسان کے مقابلہ مین تیری جان محفوظ نہین ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ وقت موعود سر پر آگیا ۔ اب سنو ہر وار اپنے اپنے مقام پر دوڑ جاے چیدہ چیدہ سپاہی ہمراہ لے اور شہر کے گلی کوچونکی حفاظت کرے ۔ دیوزادو ربانکی طرح لنکا کی فصیل پر پہرا دین اور کمبہ کرن جسکے سامنے دیوتاؤنکی آنکھین بھی خوف سے جھپک جاتی ہین اسکو بیدار کرو وہ گہری نیند مین غافل پڑا سوتا ہے کئی مہینے سے نیند کے جادو مین مبتلا ہے اور آزاد و بیکر ہو رہا ہے جاؤ اسے اٹھاؤ وہ ہمارا سب سے بڑا جوانمرد اور سب سے بہتر مددگار ہے دشمنون کو اسکے سامنے بہت جلد شکست ہو جائیگی راکشس اپنے مالک کا حکم بجا لائے اور دوڑتے کانپتے ہوئے اسکی راج سبھا سے باہر ہوئے بہت سے پہونکے خوشبودار ہار اور ناشتہ کیلیے خون کے بہت سے ناندے اور گوشت کے بورے لیکے چلے ۔ اس غار کے قریب پہنچے جہان وہ مہیب دیو پڑا خراٹے لے رہا تھا یہ غار اتنا بڑا تھا کہ ہر طرف تین تین میل کا طول و عرض تھا مگر اسکی سانسون کی آندہی کے جھونکے اسقدر زور زور سے چل رہے تھے کہ کوئی بہادر سے بہادر شخص بھی بڑی مشکلون سے اندر جا سکا وہان جاکے دیکھا کہ وہ دیوتا ہاتھ پاؤن پھیلائے ایک بڑے بھاری پلنگ پر پڑا ہوا ہے بھینس ۔ سور ۔ اور ہرن کا گوشت جو اسکی مرغوب غذا تھی اسکے منہ کے سامنے بہت ڈہیر کر دیا ۔ غار کو بخوبی خوشبودار دہوئون سے معطر کر دیا ۔

www.taemeernews.com

یہ سب سامان کرکے خوبصورت عورتیں ناچنے اور گانے لگیں۔ سنکھ، نفیری اور نقارے سنکھ منہ سے لگا کے زور زور سے بجانے لگے اور گانا شروع کیا۔ سارا غار ان کی راگ سے گونج اٹھا۔ جب یوں بھی خبر نہ ہوئی تو سب راکشس زور زور سے اپنے سینے کو اور پیٹنے لگے ان گھونسوں سے بادل کے گرجنے کی آواز پیدا ہوتی تھی اور اس غار میں ایک عجیب ہنگامہ مچ گیا۔ چنانچہ ڈھول نرسنگے اور قرنا کی آوازیں زور و شور سے بلند ہوتیں۔ اسی کے ساتھ راکشسوں نے اپنے رجز خوانی سے اور شور و غل مچا رکھا تھا انکی سینہ کوبی اسپر بھی طرہ تھی۔

یہ آوازیں ایسی کرخت اور مہیب تھیں کہ چڑیاں مر مر کے ٹہنیوں پر سے گر پڑیں مگر قیامت کے سونے والے کنبھ کرن کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور اپنے آرام سے پاؤں پھیلائے ہی سویا کیا۔ آخران راکشسوں نے بڑے بڑے سونٹے اور لٹھ ہاتھ میں لیکر اوسکے سینہ کو جسپر بالوں کا جنگل لگا تھا زور زور سے پیٹنا شروع کیا۔ اسکے علاوہ بڑی بڑی چٹانیں اٹھا اٹھا کے اسے مارنے لگے اسپر بھی اُنھوں نے کروٹ نہ بدلی اور نہ ان لاٹھیوں کی چوٹ اور نہ ان چٹانوں کی دھمک انکو محسوس ہوئی۔ مجبور ہو کے پھر سب نے ملکے ایک مرتبہ اور زور سے سنکھ اور ڈھول وغیرہ بجانا شروع کئے اور زیادہ زور سے موگریاں چٹانیں اُس پر پڑنے لگیں۔ اسکے علاوہ ہاتھیوں کی چنگھاڑ اونٹ کے بلبلانے اور گھوڑوں کے ہنہنانے سے بھی انکے جگانے میں مدد لیگئی مگر انکی آنکھ نہ کھلنا تھا نہ کھلی۔ تب راکشسوں کو غصہ آیا اور گھڑے پانی انکے سر پر ڈالدئے۔ بڑھ بڑھ کے دانتوں اور پنجوں سے کان و بال نوچنے لگے

www.taemeernews.com

کئی ایک لمحہ ایک ہی بات تھے انکے سر اور منھ پر خوب خوب کوبی کاری کرنے لگے جنگلی ہاتھیوں کو انکے جسم پر رہا تھا یاؤں پڑتا پر آبادن معمولی توجہ سے میاں کنبہ کرن کی آنکھ کھلی ۔ ان دیو نے اسپنے بدن کو حرکت دی ۔ چونکا اور ہوشیار ہوا زخموں اور مار کی گویا اسے خبر بھی نہ ہوئی ۔ بہو کا پیاسا ایک بیت بڑی والی کی وضع سے جمائی لیکے اٹھا ۔ اسکا منھ پہاڑ یا وزن کی طرح کھلا جسکے اندر لال لال جبڑوں کا رنگ ایسا سرخ تھا جیسے آفتاب جس گھڑی میرو پہاڑ کے پہلو میں چمک رہا ہو ۔ اسکی چلتی ہوئی سانس میں ایک گرج کی سی آواز تھی لعینہ جیسے وہ آندھی جسکے جھونکے پہاڑوں کو گراتے ہوئے آتے ہوں اسنے اپنے گھوڑے کا ایسا منھ اٹھایا آنکھیں جہاڑو کے ایسے دم دار تارے کیطرح آنکھیں چمک رہی تھیں ۔ اسکی صورت سے موت کی ہولناک صورت یاد آجاتی تھی اسکو اس ہیبت وضع سے کھڑا دیکھکے راکشسوں نے بھینس سور اور ہرن کے گوشت کے انبار کی طرف اشارہ کیا ۔ اشارہ پاتے ہی دیو نے گوشت خون اور شراب حلق تک ٹھونس لی جب اسے کھانے سے فراغت ہوئی تو دیوؤں کو اسکے قریب جانیکی جرأت ہوئی سبھوں نے کچھ خوف اور تعظیم سے سر جھکا دیا ۔ کنبہ کرن کی آنکھیں جنہیں ابھی جاگ اٹھنے کی وجہ سے نیند بھری ہوئی تھی نیلی پیلی کیں ۔ چاروں طرف منھ پھیر پھیر کے دیکھا اور رات کے رہنے راکشسوں کی طرف خطاب کرکے کہا تم سب نے مجھے کیوں جگایا کسی ایسی وجہ سے مجھکو جگانیکی کوئی جرأت نہیں کر سکتا ۔ کہو راون خیریت سے تو ہے یا نہیں کسی اور بلا کا ڈر ہے کہ تمنے مجھے جگا کے تکلیف دی میری بات بگوش دل سنو ۔ دیوؤں کا بادشاہ خوف سے کانپنے لگا آگ بجھ جا بگی اور خود اندر مرا ہوگا قبل اسکے کہ وہ بیٹا مرد مجھی نیند سے جگائے ۔ راکشسوں نے واقعہ بیان کیا یہ سنکر وہ میدان میں آیا اور مارا گیا ۔

www.taemeernews.com

اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ باوجود متواتر ناکامیوں ... ہے۔ ... پے شکستوں کے جب پچھلی لڑائی میں مایوسی کے ساتھ راون میدان جنگ میں آیا ہے اُسوقت اسکی کیا ... تھی ... میدان جنگ کی حالت کیا تھا اور لنکا کے ظالم حامی کس خیال میں تھے۔

راون نہایت ہی خونخوار کے جوش میں میدان جنگ میں نکلا۔ دیوؤں کی فوج کے سردار اسکے داہنے بائیں ہمراہ رکاب تھے وہ سب لوگ جیسے ہی اپنے شہر لنکا کے دروازے سے گذرے ویسے ہی آفتاب دُھندلا ہو گیا۔ ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ بادل گرج اُٹھے۔ دھرتی دھک دھک اُٹھی۔ خون کے مینھ کی جھڑی لگی۔ سر پر گدھ منڈلا رہے تھے جنہوں نے اپنے پروں سے اسکے جھنڈے کو سرنگون کر دیا تھا۔ اسکی رتھ کے نیچے زمین۔ پہاڑ جنگل۔ غار۔ ٹیلے۔ ندی۔ نالے سب یک بیک لرز گئے۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ایسے قوی اور مہیب بانوں کے ساتھ وہ کیونکر لڑا اور آخر اس لڑائی کا کیا انجام ہوا۔ فریب۔ ظلم کی سزا اُسے ضرور ملنا چاہیئے تھی جسکو خدا نے اسی وقت پر منحصر رکھا تھا۔ آخر بمصداق (کردو کہ یافت) اُسے اپنے کئے کی سزا ملی۔ تقدیر نے جو سامان کر رکھا تھا وہ پورا ہوا۔ راون مارا گیا دلکی امید بر آئی۔ اُسکی لاش میدان رزم میں گری۔ اب اسکے بعد کیا ہوا۔ یہیں بھی ... جادو کا اثر رکھتا ہے۔

دیوؤں نے جیسے ہی دیکھا کہ انکا سردار مارا گیا سب نے پیٹھ پھیر دی میدان کو چھوڑ چھوڑ کے اور صفیں توڑ توڑ کے بھاگے۔ کوئی کسی پہاڑ کی طرف چلا کسی نے جنگل کی راہ لی۔ کوئی کسی غار میں جا کر ... بعض بدحواس ہو کے تلاطم سمندر میں پھاند پڑے۔ فاتح فوج کے زبردست اور خونخوار جوانمرد شیروں کی طرح سے پڑے پھرتے تھے اور وہاں کے عجائبات کو حیرت کی نظر سے

www.taemeernews.com

دیکھتے جاتے تھے۔ آٹھ پہاٹک سونے اور جواہرات سے جگمگا رہے تھے۔ آٹھ عجیب ڈیوڑھیاں جو اس ویزادار اور راکشس کے قلعہ کو گھیری ہوئی ہیں۔ گنبد اور مینار جو اسپر چمک رہے تھے بالکل اُن خوشنما بادلوں کی طرح جو آفتاب کی کرنوں سے چمک اُٹھتے ہیں اور جو موسم خزاں میں اکثر آسمان پر دکھائی دیجاتی ہیں۔ بھبیشن لاش پر کھڑا رو رہا تھا۔ اس موقع پر رامچندر جی نے جس رحم کا برتاؤ کیا وہ حقیقت میں حقیقی رحم کی ایک مجسم تصویر تھی اور جس طرح تشفی دی اور اسکے پسماندہ ون کے ساتھ جس قسم کا برتاؤ کیا یہی اصلی شجاعت تھی۔ یہ وہ شجاعت نہیں ہے کہ جو ہر ایک بہادر سے ہو سکے ؎

این سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مہاراجہ رامچندر جی کی تو بیشک دھجے ہوئی لیکن اب ہمکو یہ دکھانا باقی رہا ہے کہ سیتا جی عفت کی دیوی جس تشجیع کی مہارانی تھی اور جسنے تنہا دشمن کے گھر میں اپنی ہمت اور استقلال اور پتی ورتائی کے زور اور شجاعت کی بدولت ایک زمانہ گذارا۔ اُسکی مفارقت کا صدمہ کوئی معمولی بات نہ تھی۔ مگر مہاراج رامچندر جی کے لئے اس پرماتما نے ان مصائب کی برداشت اور استقلال اور رضاجوئی کو مخصوص کر دیا تھا یہی اصلی شجاعت ہے اور اسیکا نام مردانہ دلاوری اور بہادری ہے بہرحال جنکے لئے یہ سب کچھ ہوا انکا کیا انجام ہوا۔ وہ اس قید سے کیونکر نکلیں اور کسطرح اپنے شوہر سے ملیں۔ رام اُن سے کیونکر ملے اس تصویر میں ہمکو دونوں کی تصویر دکھانیکی کوشش کا فرض بجالانا ہے اور یہ بتلانا مقصود ہے کہ جس طرح شوہر بہادر تھا ویسے ہی یہ پاکدامن بہادر بیوی بھی اپنی آپ نظیر تھیں سیتا جی کی عصمت جو انکی فطری

www.taemeernews.com

صفت تھی۔ راجندرجی کا استقلال اور انہیں دو چیزوں پر مضمون کا خاتمہ ہے ۔

سیتاجی کی بادام خوشنما آنکھیں شرم کے آنسووں میں رہیں تحمند فوج کے حلقہ میں کھڑی تھیں اور اتنی مدت کے بچھڑے ہوئے شوہر سے چار آنکھیں کیں اور پلیں پر راجندرجی نے ان بیقرار آنکھوں سے جو رونا چاہتی تھیں اور بار بار اُمڈی آتی تھیں دیکھا مگر خاموش اور ایک سناٹے کے عالم میں اپنے مستقل اور فولاد کے ایسے مضبوط ضبط سے کام لیا۔ دونوں اغیر کہاں نے ہیں دلوں میں دو قسم کے خیالات جوش مار رہے تھے عشق اور غم و رخود داری اس بیکس کو زبان سے نکالنے کے لئے ایک لفظ بھی نہیں ملتا جو اپنے راجہ کے سامنے شرم اور اندوہ میں گنہگاروں کے انداز سے کھڑی ہوئی تھی اور بہادر شوہر کی زبان سے اپنی اس رانی کے استقبال میں کوئی لفظ نہیں نکلتا جسنے ابھی رہائی پائی ہے اور جسکی پاک و صاف اور ابدار روح پر کبھی ملامت کا سایہ بھی نہ پڑا تھا۔ جسے دیوزاد کے ظالم ہاتھ اُس کے گھر سے کھینچ لائے تھے اور عمر دو مظلوم قیدی بنا کے رکھا تھا۔ اُسنے صرف سرِ ایام کی خاطر سے اور اُنکی محبت کے جوش میں اتنی سخت آفتیں اور کڑی مصیبتیں سر پر لیں مگر جان نہ دی اور محض اُسکی درشن کیلئے زندہ رہی ہاں اسے بہادر دو ذرا غور کرو دیکھو کہ کیا تم میں سے جنکو آجکل روز اپنی بہادری اور مردانگی پر دم دعویٰ ہے یہ کہہ سکتے ہو یا کر سکتے ہو کہ سوتیلی ماں کے حکم کی تعمیل کرنے پر راضی ہو گئے اور اپنا حق راج پاٹ ۔حکومت سب اپنے بھائیوں کے حوالے کر کے صرف اپنی ایک بیوی کے ساتھ ۔ بیک بینی و گوش راج تیاگ کر جوگ اختیار کیا۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو کہ اس جوگ میں جو جو مصائب کھانے پینے اور آرام و آسائش کے معاوضہ میں نصیب ہوئے اُنپر شاکر

www.taemeernews.com

رہکر نعمت آلہی کا سپاس گزار رہا۔ ابھی یہ مہینا ختم بھی نہونے پائی تھی کہ اپنی [illegible]
ہو اپنی سیتا کی جدائی کی ناقابل برداشت مصیبت کو غیرتمندانہ مردانگی سے برداشت کیا
اگرچہ اس واقعہ کو ہزارہا برس ہوئے اور ہوجائینگے لیکن آج رتی اور شجیع بہادر کا جواب
ہونا محال نہیں ہے تو بہت کٹھن بھی کہنا احتیاط کے خلاف ہے۔ بہرحال سیتا جی نے ایکمرتبہ اپنی آنکھیں
اُٹھائیں اور محبت کی نظر سے اپنے شوہر کو دیکھکر ایک چیخ مار کے پکار اُٹھیں۔ یہ ایک ایسا نازک
وقت تھا کہ سننے والوں کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے اور راکھ باز جانکی جی کا یہ حسرت و ابلے
اندوہ سے بھرا ہوا عالم دیکھکر بڑے بڑے سورما و سنگدل بھی دل پگھل گئے۔ خود لچھمن جی ابھرتے ہوئے
جوش کو مشکل سے دبا سکے اور دیر تک اپنا حسرت آلود منھ گریبان میں چھپائے رہے۔ خود سیتا جی
نے اپنی بے ضرورت اور بوجہ شرم دور کی پاکدامنی اور عفت اُنکی قوت بازو اور مددگار تھی۔
سچائی اور راستبازی پر بھروسا کرکے جس نے اُنکو ملامت کرنیوالے کی زبان سے بے پروا
کر دیا تھا۔ اُنہوں نے اپنی آہیں روکیں۔ اپنی پُرنم اور آبدیدہ آنکھوں کو خشک کیا۔ آنسو پونچھ ڈالے
اور عفت اور تعجب کے جوش میں پیچ و تاب کھا کے اپنے شوہر کیطرف تیز چتونوں و ان آنکھوں سے
دیکھا جو جھکنا جانتی ہی نہیں۔ جب یہ حال دیکھا تو سری رامچندر جی نے اپنے فطری ضبط اور
قدرتی استقلال سے کام لیکر کہا سیتا جی جسقدر مجھپر فرض تھا وہ پورا کیا۔ دشمن پامال ہوا۔
میرے مضبوط اور قوی بازوؤں سے فتح حاصل کی۔ میں نے ظالم لٹیرے کو مار ڈالا۔ اسکی
گستاخی اور دغابازی کا بدلہ لیا جو قسم میں نے کھائی تھی اور جو اوس میں نے اپنے اوپر فرض
کر لیا تھا آج اسکو پورا کیا۔ آزاد ہوں اور اپنا آپ مختار۔ اپنی عزت اور اپنے فرض منصبی کا

www.taemeernews.com

اب اس سے زیادہ اور کچھ تقاضا نہین ہی۔ عجیب و غریب طلسم جو متلاطم اور رزو روشور سے چھینٹے والے سمندر پر پھیلا ہوا ہے توڑ دیا گیا۔ یہ دیوؤن کا سارا شہر جو بالکل دشمنون کے خون مین رنگا ہوا ہی۔ یہ بے شمار فوج جو ہمارے دوست اور ہمدرد سردار لائے۔ وہ عقلمند جو مشورہ دیتے تھے اور وہ بہادر جو خون بہاتے تھے۔ اور کیسے بہادر جو ایسے ویسے لڑتے تھے کہ لڑائی کے جھکولون مین اور رونجنگے میدان مین چھوٹی چھری تک کا نام نہین لیتے تھے اس عظیم الشان محنت کا نتیجہ آج ظاہر ہوگیا۔ اگرچہ مہاراجہ رامچندر جی سے محقق کو اپنی عفت کوش اور پتی ورتا مہارانی کی عصمت اور پاکدامنی پر کسی قسم کا شبہ کس طرح ہوسکتا۔ مگر معترض اور نا عاقبت اندیشون کے اطمینان کیلئے۔ قصہ مختصر مہارانی سیتا نے اپنے جسمِ خاکی کو آگ کے سپرد کردیا۔ جیسے ہی سیتا جی آگ مین کودین ویسے ہی پتی ورتائی اور راستی جو اُن کی حفاظت کیلئے محافظ تھی وہ آگ گلزار ہوگئی اور ایشور کی دیا سے اُنکی عزت بچی اور اُنکا دامن پاک اور بے لوث ثابت ہوا اور معترض نے اپنے کوتہ اندیشی سے توبہ کی اس ضروری الاظہار پاکدامنی کے نشان کے بعد مہاراج رامچندر جی دوڑے اور اپنی وفادار بی بی کو گلے سے لگا لیا۔ کون بی بی جو بے داغ پاک وصاف اور ملامت و الزام سے محفوظ ثابت ہوئی تھی اور پتی ورتائی جسکا دھرم تھا اور راستی جسکا دین اور شوہر پرستی جسکا ایمان اور خدا ترسی جس کا مذہب تھا۔

سب دیوتاؤن نے مبارکباد دی۔ آرزو برآئی۔ دشمن رد ہوا۔ فتحمندی کا ٹیکا اُن کے ماتھے پر چمکا اور دیوتا راضی ہوئے۔ ایشور کی دیا سے اُنہون نے سب سردارون اور

بہادرونکو جو لڑائی مین کام آئے تھے زندہ کرکے کھڑا کر دیا۔ جب ان سب کا ہو آچکا تب رخصت ہوچکی تو رامچندرجی
کا طلسمی اور قدرتی رتھہ بادلون مین ہوکر نندی گرام کی طرف اڑا۔ وہان پہنچکے وہ اپنے وفادار و
جان نثار بھائیونسے ملے اور اپنے بالونکی لٹون کو کھولدیا وہانسے چلکے اجودھیا جی مین پہنچے
اور اپنے پدر بزرگوار مہاراجہ دسرتھ کے پاٹ پر بڑی کامیابی اور عدل گستری کے ساتھ بیٹھکے
راج کرنے لگے نہ بیماری تھی اور نہ قحط تھا۔ رعایا شاد دشمن برباد خوشیونکے ساتھ دولت کو روز
افزون ترقی تھی امن اور تندرستی کا ہمیشہ سایہ رہا۔ نہ طوفان کا خوف تھا اور نہ ڈاکوونکا کھٹکا۔
نہ آگ نے کبھی کسی ملک کو جلایا اور نہ سیلاب نے کبھی سلطنت کو ضرر پہونچایا معلوم یہ ہوتا تھا کہ مہاراجہ
رامچندرجی کی سلطنت کو مبارک ثابت کرنیکیلئے دنیا مین ست جگ پھر پلٹ آیا ہے ۔

معزز ناظرین آپ مجھے اسکا الزام نہ دین کہ ایک مشہور مقدس اور تاریخی داستان کو خواہ مخواہ اسقدر
طول دیکر ہمارا وقت ضائع کیا مشک کا خاصہ ہے کہ جسقدر اس کو رگڑا جائے اسکی خوشبو دماغون
معطر کرتی ہے اسی طرح ان مذہبی اور مقدس داستانون کا حال ہے کہ جسقدر انپر گہری اور
تنقیدی نظر ڈالی جاتی ہے اسیقدر لطیف اور مفید نتائج منتج ہوتے ہین پس اب اپنے معزز
ناظرین سے شاد شاد کام رخصت ہوتا ہے اور امیدوار ہے کہ اگر مصداق الانسان
مرکب من الخطا والنسیان کوئی امر فروگذاشت یا سہواً ترک یا خلاف واقع دیکھین تو میری
کم بضاعتی علمی اور ایک سیدھے سادے سپاہی کی تحریر کو قابل اعتراض نہ قرار دین بلکہ
معاف فرمادین ۔ فقط

باسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

شاد عفی عنہ

www.taemeernews.com

رام نومی

دنیا نے اپنی جبین نیاز سے ان نامورونکو بہت بڑی عزت و عظمت اور بڑے فخر کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کیا ہے جو اسکے آریہ بہادرونکے نامور و ممتاز ہیرو تھے اور جنکو وسعت دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ خدا کا اعلیٰ مظہر قدرت مان رہا ہے ۔

لیکن انکے دو قسم کے مورخ یا مصنف گذرے ہین ایک تو وہ جنھون نے مذہبی عقیدتمند ہونیکے باعث افراط تفریط کے ایسے چار چاند لگادئے کہ فرقہ جہلا کی آنکھون کے لئے ایک تازہ روشنی چمکدار ایسی پیدا ہوگئی کہ انکی آنکھین چوندھیا گئین اور فرط عقیدت کی جوشیلی امنگ نے ھذا ربی کا کلمہ پڑھا دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ضعیف الاعتقادی کے جادو نے خاص و عام کے دلون مین اپنا ایسا مضبوط اثر پہیلا دیا کہ حقیقی صفات پر مخالف اور معترضین کی نظرون مین مبالغہ کا پردہ پڑ گیا اور مبصرین کی آنکھین اچنبھے کا سرمہ لگا کر تماشا دیکھنے لگین کہ خاک کا پتلا جسکو عبودیت کا خلعت ازل سے سرفراز ہوا ہی اور جسکی روح الست بربکم کی صدا سنکر قالو بلیٰ کہکر بلا مین پھنس گئی ہو کسطرح اس عالم ناسوت مین خدا کے خطاب پانیکا مستحق ٹھہرا ۔ دوسرا فرقہ مورخین کا جو تعصب کی سلطنت کے بادشاہ کہلاتے تھے اور طلسم خانہ اشتباہ انکی بنیادی بانی تھے

ولیکن قلم در کف دشمن است

اصلی چہرہ دیکہنے کے تعصب کا پردہ ڈالکر اعتراضانہ مضامین سے رائج الوقت دستکاری سے دل کہولکر مینا کاری کر گئے ۔

افسوس ہے کہ ان دونون فرقون نے بہی راستی اور حقیقی مدح سرائی کا حق نہ ادا کیا ۔

مجکو یہ دعویٰ نہین ہے کہ جس آفتاب آسمان شجاعت کا تذکرہ ان چند سطور مین کرنیوالا ہون وہ ایسا ہوگا کہ بلحاظ انشا پردازی کے بے نظیر ہوگا یا شاعرانہ آب و رنگ سے یہ تصویر محبوب خلائق ہوگی نہین نہین کہان مین بے مایہ اور بے علم اور کہان ایسا دعویٰ ۔ مین اور نثاری کا دعویٰ ۔ مین اور شاعری کی رنگینی ۔ مگر اتنا ضرور کہونگا کہ جو تذکرہ اپنے علم اور واقفیت کی حد تک لکہونگا انشاء اللہ مبالغہ کی آرایش اور بیجا ستایش کی زیبایش اور خوشامدانہ نازک خیالی سے مزین اور مشتہر نہوگا ۔ بلکہ میرے دلی جذبات جو زبان پر ہین وہی نوک قلم کی نقاشی سے حروف بنکر سادے سفید کاغذ کے صفحے پر اپنا سین دکہائینگے ۔

آمدم بر سر مطلب میرے دوست الیا رام شرما ایڈیٹر سناتن دہرم پرچارک امرتسر نے مجہ سے فرمایش کی کہ رام نمبر کیلئے مین کوئی نظم یا مضمون مہاراجہ سر رام چندر آفتاب آسمان سورج بنسی اور شمع شبستان راجہ دسرت کی مدح مین لکہکر پیش کرون اسلئے مین نے صرف ایک دوست کی خواہش کو اپنے حوصلے اور قدرت کے موافق کو پوری کرنیکی کوشش کی مگر رام نمبر کے صفحات اس مضمون سے خالی رہے ۔

واضح ہو کہ مین اگرچہ اس آفتاب آسمان عزوشان سورج بنسی کا ایک ذرہ بے مقدار اور اسی شمع شبستان شجاعت کی بزم کا ایک ہندو راجہ داغ ہون مگر خوشامدیون کے زمرہ سے

www.taemeernews.com

نہیں ہوں اور نہ حیثیت لا اعتقادی کا بندہ ہوں۔ اسلیئے مہاراجہ رامچندر کو خدا نہیں کہتا اور نہ سمجھتا ہوں مگر اتنا یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ مہاراجہ رامچندر ع

بندہ تھے مگر بکارِ خدا کرتے تھے

اگرچہ ایک ہندو گروہ انکی پرستش کو مذہبی اصول اور دینی فرائض کی پابندی سمجھکر بجا لاتا ہے مگر میں بحیثیت حق اطاعت بجا لانے کی کوشش کرتا ہوں اسلیئے میں اپنے ممدوح کو خدا کا مظہر یقین کرتا ہوں اور اسی شان میں انکی جھلک پاتا ہوں جسکو دیکھکر موسیٰ بیخود ہوگئے تھے اُنکے واقعات کا پیمانہ چونکہ اوصاف کمالیہ انسانیہ کی شربت سے لبریز ہے اسلیئے انکو بندگان خدا سے بندہ برگزیدہ اور جودھیا کا شہنشاہ سمجھتا ہوں۔ انکا اصلی جوہر جو ودیعت الٰہی تھا وہ ایسا جامع اور اثر پذیر تھا کہ دلوں کو تسخیر کرنیوالا تھا اس جوہر اصلی کو فلک کی گردشوں نے مٹانا چاہا مگر جتنا مٹایا اُتنا ہی چمک کر آفتاب نصف النہار بنتا گیا جو کبھی غروب نہ ہوگا یہی نہیں کہ ہم انکو مقدس سرزمین جودھیا کا ایک فرمانروا تسلیم کرکے انکے مافوق الفہم اقوال اور مافوق العادت افعال کو اپنا لازم التعمیل دستور العمل بنائیں بلکہ ہم اس امر کے دعوے پر مجبور ہیں کہ قدرت نے انکو اپنی جبروتی نمایش کیلیئے تمام عالم کے بنی نوع انسان میں انتخابی نظر سے چنکر تسلیم و رضا سے بھری ہوئی اُس زندگی پر مامور کیا تھا جو بندگان خدا کی بھلائی پر روشنی ڈالنے کی اہمیت رکھتی تھی۔ وہ نہ صرف سورج بنسیوں کے سرتاج راجوں کے مہاراج تھے بلکہ خدا کی مرضی کے عارف اور اُسکے علم کے رازدار و حق بین و حق پژوہ تھے جسکی بدولت اس قطرہ نے وہ قوت پائی تھی کہ جس چیز پر وہ نظر ڈالتے تھے وہ اسطرح منظور نظر ہوجاتی تھی

www.taemeernews.com

اور چشم حق بین اسمین وہی دلچسپی پیدا کردیتی تھی جو ایک محقق اور موحد کے جانچنے بجانے والے کی نظر کے لئے ہونا چاہیے۔

ایسا برگزیدہ صفات کا ہادی جسکی زندگی خدا کی قدرت کی مظہر ہو خود مظہر قدرت تسلیم کیا گیا ہے وہ اپنے خالق کی طرف سے مجسّم خیر ہے۔

بنی نوع انسان میں وہی شخص نیکی میں جامعیت کے لحاظ سے انتخاب کیا جائیگا جو ہمہ تن نیکی ہو اور جسکی نیکیاں قیامت کے دامن سے دامن باندھے ہوئے ہوں جس طرح اہل اسلام کے عقائد کے مطابق انبیاء علیہم السلام نیکیت میں بندگانِ خدا ہیں اور وہ ایسی نیکیوں کے منبع یا مخزن تسلیم کئے گئے ہیں جو تمام نیکیوں سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔ اسیطرح ہمارے سری رام چندر جی خدا کی طرف سے تمام اوصاف کمالیہ انسانیہ کے منبع مانے گئے ہیں۔ ہادیان دین میں گو وہ کسی قوم ملت کے ہوں ہزاروں ایسے گزر گئے ہیں جنکی ہدایت کی کارگزاریاں رفاہیت عامہ در وہ تمام نیکیاں جنپر خدا کی طرف سے مامور ہوئے تھے انکی زندگی کے ساتھ ختم ہوگئیں تاریخ دنیا بھی باوجود اپنی قدامت کے انکے ناموں کی فہرست پیش نہیں کرسکتی بخلاف اُن بعض برگزیدہ و واجب التعظیم رہنماؤں کے (جنمیں ہمارے اس مضمون کے ہیرو بھی ہیں) اور جنکی علمی و فعلی نیکیوں نے ہدایت کی کارگزاریوں کو زمانہ کی ہزاروں برس کی انقلاب پسند رفتار بلکہ خود انکی ظاہری موت بھی ختم نہیں کرسکی اور نہ قیامت تک کرسکیگی۔ یہ زندگی جاوید اسی کا نام ہے اسی کو دوسرے الفاظ میں روح کیلئے مکتی اور نجات کہہ سکتے ہیں۔ یہی سبب تھا جسکے سبب خدا نے بنی نوع انسان کی بھلائی کیلئے ایسے سخت اور تاریک زمانہ میں جبکہ سر پر جہالت کا سیاہ بادل چتر شاہی بنا ہوا تھا اور

www.taemeernews.com

چارون طرف سے جہان وحشیانہ بجلی مخلوق خدا کی خرمن ہستی کو جلا کر نیست و نابود کرتی تھی اور قوم کا ستارہ حضیض نکبت مین دھندلا چراغ سحر کی طرح ٹمٹما رہا تھا اور بہادر راجپوت کی مردانگی اور شجاعت کا خون ہمالیہ کے برف کیطرح منجمد ہو گیا تھا اور ممالک جرمن اور یونان کے عقلا حکما فلاسفرون کی عقل و دانش پر غفلت کا پردہ پڑ گیا تھا ایسے وقت مین بھارت ورش کے سورج بنسی آفتاب نے اپنے نور کو کافور کیطرح بکھیر کر اصلی وحدانیت اور راستی کی روشنی سے دنیا کو منور کر دیا۔ راجہ دسرت کے خاندان کے روشن ستارے نے سورج بنسی آفتاب بنکا سچا ثبوت دیکر دھندلی روشنی کو اسقدر بڑھا دیا کہ اسکی تیز اور چونکا دینے والی شعاعون نے حاسدون اور متعصبون کی آنکھونکو خیرہ کر دیا۔ وہ ہوا نہ رضیت شیر بیشہ شجاعت نے اپنی قوت بازو سے تربیت کر کے اقبالمندیکا جھنڈا امید امین گاڑ دیا تھا اسی اورنگ نشین اقبال نے جو صورت و معنی کے دربار کا سرتاج اور دین و دنیا کا مجمع البحرین تھا اور اپنی رعایا کو محبت کی آنکھ سے دیکھتا تھا اور جسکی بہار بے تا لی نوروز نمائی تھی اور جو مونس ایام حیات اور شفیع بعد ممات کا مرتبہ رکھتا تھا اور جسکا اقبال اسقدر جوش و خروش مین تھا کہ سلطنت مین بپھرے ہوئے شیر کی طرح اپنے رعب و داب کا سکہ جما رہا تھا اقبال نے بھی ایسی یاوری کی کہ اُسے دربار کیطرف جذب مقناطیس کیطرح زور سے کھینچا سلطنت کی عمارت کو اس انتہائے بلندی تک پہنچایا کہ آج کئی ہزار برس کے بعد بھی آریہ ورت کے باشندون کی آنکھین اسوقت کے تماشا دیکھنے کو للچاتی ہین۔

شمیم اقبال مشک کی طرح تمام عالم مین ایسی پھیلی کہ آجتک اسکی خوشبو آریہ ورت کے

www.taemeernews.com

شدہ ہونے نقشون کے دماغ سے بھی علیحدہ نہین ہوتی۔

ایسا دور بین اور دور اندیشی کی حیثیت لگانیوالا ہم یہ نہین کہتے کہ پیدا نہین ہوگا مگر شاذ و اَلنَّادِرُ کَالْمَعْدُوْمِ کا حکم رکہتا یا یہ کہہ سکتے ہین کہ معدودے چند۔

علاوہ اسکے سپرزم حیدر تسلیم و رضا کے جس بلند و نازک مقام پر تھے ویسا ہی بلند اور نازک مقام انکے امتحان کا بھی تہا مگر چونکہ وہ تابع مرضی خدا اور اوستاس تثبیت تقریبی استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ اس بنیادی آزمایش کے امتحان مین ثابت قدم رہے تاریخ آجتک تو اسکی نظیر مین عاجز رہی ہے اور دوست دشمن سب متفق اللفظ اور متحد المعنی ہوکر یہی کہتے ہین کہ

جنان مادر گیتی دیگر نزاد

پس ایسے نادر الوجود تابع تسلیم کی زندگی کا ایک منظر ناظرین کو دکہا کر اسکی داد چاہتا ہون کہ دنیا مین کون اس امر کا دعوی کرسکتا ہے کہ اچھی حالت سے بُری حالت مین پہونچکر باوجود کیون محض اطاعت فرمانبرداری والدین کو ملحوظ رکہکر بادشاہی کے تخت سے اترکر فقر کو باعث فخر سمجھے۔

ناظرین سے یہ بات پوشیدہ نہوگی کہ حکومت اور دولت اور ریاست کیلئے کون ایسا ہوا جسنے والدین کے حکم کو ترجیح دیکر فقر کا لباس اختیار کرکے بارہ برس بن باس لیا ہو۔ کیا کسی مہذب سلطنت کا تاجدار اپنے کو دنیا کے روبرو مہاراجہ رامچندر کے بعد پیش کرنیکی جرأت کرسکتا ہے جسنے اطاعت والدین کو بمنزلہ حکم خدا سمجھکر نیاز و اخلاص کا تاج سر پر رکہکر سعادت کے چہرہ کو روشن کرکے فرمانبرداری کا تمغہ حاصل کیا ہو۔

www.taemeernews.com

سلطنت دولتمند حریصوں کے نزدیک بمنزلہ ایک استخوان کے ہے یا پارۂ گوشت کے جسکے لئے لڑمر کر لکھوکھا نفوس کی قربانی دینے میں کسی قسم کا دریغ نہیں کرتے اور نہ باپ بیٹے کی محبت اس حرص و ہوا کی نظروں میں کوئی وقعت رکھتی ہے ایک نظر عبرت اثر تاریخوں کے صفحوں پر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ سلطان محمود غزنوی اور اسمعیل جیسے حقیقی بھائی میں سلطنت ہی کی بدولت تلوار چل گئی ۔

ہمایوں اور اسکے بھائی کی مخالفت کا باعث بھی سلطنت تھی جنگ و جدال بھی اسی کی آتشبار۔ برسوں ریگستانوں کی خاک چھانی اور مدتوں آوارہ گردی رہی تلوار کی آنچ سے رزمگاہ میں آگ لگ گئی اور ہزاروں نفوس کباب ہوگئے لیکن بھائیوں کا خون نہ کھولا دور کیوں جاتے ہو اورنگ زیب کی سعادتمندی کھویا اور کسی الفاظ میں یاد کرو اپنے باپ کے ساتھ جو سلوک کر کے پیشانی اپر ایسا کلنک کا ٹیکہ لگایا جو قیامت تک اسکی جبین اعمال پر بدنما داغ رہیگا۔ ہائے کیا وہ واقعہ اسقدر جلد صفحۂ خاطر سے محو ہو جائیگا جو دارا شکوہ جیسے سنگدل اور درویش صفت عارف با خدا حقیقی بھائی کا قتل اسی حکومت اور دولت کیلئے قربانی سمجھا گیا۔

دنیا داروں کے مرکز سے گذر کر طبقۂ علیا پر نظر کریں تو حضرت یوسف اور انکے بھائیوں کے کارناموں کی شہادت کلام الٰہی سے ہوتی ہے بظاہر بھائیوں کی جاہ نے حضرت یوسف کو کنوئیں میں جھنکائے دینداری کے سر پر حسد کا سہرا باندھا گیا۔

دریودھن اور اسکے رفیقوں نے بڑی حسرت و ارمان کے ساتھ اپنی جانیں گنوائیں اور آب خنجر سے اپنی زندگی کی پیاس کو بجھایا لیکن سلطنت اور حکومت کی ہوس تشنہ کام ہی رہی

مذکورہ تمثیلون کے معاینہ کے بعد کیا کوئی یہ دعوی کرسکتا ہے کہ مہاراجہ رامچند جیسا شاکر۔ دھما
رضا جو۔ فرمانبردار۔ رضینا بقضاء اللہ. وصبرنا علی بلاء اللہ وشکرنا لنعماء اللہ کی جیتی مثال
ویسے کرنیوالا اور کوئی ہو مجھے امید ہے کہ جواب نفی مین ملیگا ۔

اگرچہ اس واقعہ کی عمر بہت کچھ ہے اور ایک زمانہ مدت سے آفتاب بن بن کے
چھپا کر خاک ہو گیا اور خاک بھی برباد ہو گئی مگر رامچندر جی کے ذرات ثنائی آفتاب
افق عزت و اجلال و صداقت پر درخشان ہین اور قیامت تک چمکینگے ۔ اتنا ایسا
کوئی جوانمرد تاجدار اور عارف کامل بندہ ہے جو فقر کی دشوار گذار منزل کی صعوبتون اور
مصیبتون مین مبتلا ہونیکے بعد مستقل اور ثابت قدم رہے اور مبارکباد دیا کہ شکوہ
بالائے بام مین خود اسکا جواب دونگا کہ یہی اسکا دعوی کرسکتا ہے جو مہاراجہ رامچندر جی کی مثل
تابع تسلیم و رضا اور ہر حال مین مشیت خدا کا لطف اٹھانیوالا ہو۔ صرف یہی نہین بلکہ جو
سلطنت کا موجد اور ملکی مصالح کا تجربہ کار اور رزم و بزم کا بانی ہو جسنے حسن سیاست و تدبیر کیا
ہزارون نیزون کی جنبش مین آنکھین اور آنا فانا حریفونکو شکست دیا ہو یا ملک گیری مین بلند پرواز ہو
شہباز اقبال برتری لینی سر رامچندر جی اپنی وفادار عفت مآب بیگم و راحت کی شہرہ بیبی
بی بی اور اپنے جان نثار بھائی لچھمن جی کے ساتھ مقدس و متبرک دریائے گنگا اور
جمنا جی سے اتر کر اس دور دراز جنگل مین پہونچے ہین جہان انکی زندگی کا زیادہ حصہ بسر
ہو کر چودہ برس کے بعد ختم ہو گا اور جہان وہ ناقابل برداشت مصیبتون کا مستقلانہ
مقابلہ کرنے پر اسلئے آمادہ ہین کہ اپنے واجب التعظیم باپ کا عہد پورا کرین ۔

www.taemeernews.com

ایسے ایک سنسان جنگل کو اپنے قدمونکی برکت سے آباد کیا جہاں نہ اجودھیا کی سلطنت ہے نہ احباب وطن ہیں نہ کسی قسم کی دلچسپی کا سامان عیش مہیا ہے نہ وہ رعب داب حکومت ہے نہ دولت ہے نہ وہ سلطنت کے سامان ہیں۔ مگر ایک تابع تسلیم و رضا کے لئے ہر جگہہ سب کچھ حاصل ہے وہ کیا ہمت۔ استقلال۔ صبر۔ رضا اور اسی لئے:۔

یک جا قرار ہمت عالی نمی کند گردش ضرورہست سپہر بلند را

اللہ اللہ اگرچہ وہ نہایت بشاش اور خندان پائے جاتے ہیں اور مشیت پر بھروسا کرکے اپنے خداداد استقلال و بلند ہمتی کے پابند نظر آتے ہیں مگر جس خیال نے انکو مضمحل کر دیا تھا وہ اپنی وفادار بی بی سیتاجی کی اداسی اور تکلیف کا خیال تھا جسکے لئے انہوں نے اپنے مستقلانہ پُراثر کلام سے کام لیکر اس جنگل کے قدرتی سبزہ زار کی تصویر کھینچکر سامنے کردی اور ثابت کر دیا کہ اس مقام اور اس مرغزار میں جو زندگی گذرے وہ اجودھیا جی کی زندگی سے بدرجہا اولیٰ اچھی ہے۔ چترکوٹ کے پہاڑ اور دریائے مندا کنی کو پیش نظر رکھکر اپنے عارفانہ اور مدبرانہ جذبات کو واجب التعظیم سیتاجی کے سامنے تقریروں اور نصائح کے حقائق کو ٹکراتے تھے۔ اگرچہ سیتاجی کے دل پر اقتضائے بشریت کے لحاظ سے فکر کی گھٹا چھائی ہوئی تھی لیکن اس عارف کے رضا و تسلیم سے بھرے ہوئے پُرمعنی جملے اور صبر و استقلال کے دلچسپ فقرات ایسے تھے کہ معنی آفرین کی روح شاد ہوتی تھی۔ مہاراجہ امچندر اپنی مونس جان نو بہار چرخ عفت مہارانی سے متوجہ فرما کر فرماتے ہیں کہ:۔

کیا تم اپنی طاقت اور شاہانہ حکومت کے چھن جانے سے اداس ہو؟ کیا تم دوست احباب نیز وطن کے فراق میں افسردہ ہو؟ مہارانی سیتا نہایت استقلال کے ساتھ خوشی اور ادب وحیا کے تقاضے سے پھول سے رخساروں پر پسینہ آگیا۔

شری رام دلجوئی کے لہجے میں فرماتے ہیں کہ:۔

نہیں تم کو ان معمولی تغیرات کا خیال کرنا نہ چاہیے اسلئے کہ فلک ہمیشہ سے حوادث کا ترکش اور کمان کہکشاں اٹکائے پھرتا ہے اس باغ جہان کا یہ دستور ہے کہ بہار کے ختم ہوتے ہی خزاں کا نقارہ نگر بجم آتا ہی تو گل اپنا جام اور غنچے اپنی صراحی لیکر سبزہ کی طرح بیگانہ ہو جاتے ہیں اور ہر وقت تازہ شگوفہ پیدا ہوتا ہی لیے قسمت کے بدل جانے پر تم کو مایوس ہونا نہ چاہیے اسلئے کہ جو فاعل حقیقی ہے وہ کبھی بھولنے والا نہیں۔ ہماری زندگی کا نیا دور دیکھو کیسی کیسی سنیریاں دکھا رہا ہی کیا دلچسپ مناظر پیش کر رہا ہی اس مہا تم پہاڑ کو دیکھتی ہو جسمیں خدا کی آزاد مخلوق خوشنوا طائروں کے دل لبھانے والے راگ گونج رہے ہیں اسکی بلند چوٹیاں جنمیں ہزاروں قسم کے رنگ جھلک رہے ہیں آسمان کی بلندی پر چشمک زن ہیں یہاں ایک چاندی کا ایسا نورانی خط چمک رہا ہی۔ وہاں زمرد کی ایسی ایک ہری ہری چوڑی دھاری نظر آرہی ہی اسکے اوپر دیکھو وہ جیسے پہاڑ کی کمر میں ایک سنہرا سا پٹکا بندھا چلا گیا ہی وہ دیکھو اسمیں لال لال جواہر نے کیا لطف پیدا کر دیا ہی۔ چوٹیاں جوں جوں بلند ہوتی جاتی ہیں وہ وہ آفتاب کی روشنی پھولوں کے رنگ اور بلور کی جگمگاہٹ سب دھندلے پڑ گئے اور آپس میں مل کے کیا کیف دکھا رہے ہیں پیاری تم دیکھتی ہو وہ درخت جو پہاڑ کے پہلوؤں کو اپنا زمردیں لباس پہنائے ہوئے ہیں

www.taemeernews.com

اپنے وصف پہ نازاں کے حسن کے غرور میں کس قدر ڈوبے ہوئے ہیں اور ہرے ہرے پتوں کی
دولت سے کس قدر آراستہ ہو رہے ہیں اور پھر ان میں پھول بھی ہیں پھل بھی ہیں
وہ دیکھو قاصد صبا کچھ ایسا افسون پھونک گیا کہ راستے ہنسی کے فرش سبزہ پہ لوٹ
رہے ہیں یہ ان کی تصویر سے کہ آپ اپنے عاشق بلبل شیدا کا دل لبھاتا ہے۔

اس پاس کے ٹیلے بھی تندرست دکھائی دیتے ہیں جو آنا ہی چمن میں کہ عروسان گلشن سے
مل جل کر اپنی تمناؤں سے ہوتی ہوئی بہار کا دینا مصروف ہیں شاخیں جو خواب دیدہ
تھیں انکو ہوا نے بیدار کر دیا ہے وہ دیکھو انگڑائیاں لے رہی ہیں اس شاخ پہ زبان
حال سے یہ نغمہ سرا ہے:۔

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند
چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند

وہ کھلا ہوا سبزہ زار جو جنگل کی دیویوں اور دیوتاؤں کو اپنی طرف کھینچے لیتے ہیں
اور دیکھو جہاں پر وہ مرغزار ہے وہاں ہوا کی دیویاں اترتی ہیں۔

آب رواں کی بہار قابل دید ہے۔ آغاہ یہ عمر گذران کی خبر دے رہا ہے چونکہ دنیا
گذشتنی و گذاشتنی ہے اسلئے شبنم کے آنسو جاری ہیں اور بے ثباتی پر اس جہان کی
چشم گریاں اور دل بریاں ہیں مگر تتلیاں بالکل آزاد اور وہم و وسواس سے پاک اسلئے
اسی مل رہی ہیں جیسے کوئی جوبن کی متوالی اٹھکیلیاں کرتی چلی جاتی ہے پپیہے
الگ پکار کر کہتے جاتے ہیں کہ جیسی گذرے ہے ویسی گذار کیسی جیت اور کہانکی ہار۔

www.taemeernews.com

پیاری سیتا مجھے چترکوٹ مین ایسی ایسی دلچسپیان نظر آتی ہین۔ تمہارے اور لکشمن کے ساتھ یہان سالہا سال رہنا مجھے نہایت پسند ہے۔"

اسکے بعد رامچندر جی دریاے مندا کنی کی طرف متوجہ ہوئے اور انکی گفتگو ن کی اپنے پُر اثر اور معرفت مین ڈوبے ہوئے کلام سے تصویر کھینچدی ہے۔

"پیاری سیتا! اس پاکیزہ اور شفاف دریا کو دیکھ رہی ہو جو بہتا چلا جاتا ہے اور بگلون اور راج ہنسون کا مسکن ہے تر و تازہ اور سرسبز ٹاپو جو اہرات کی طرح اسکے سینے پر جڑے ہوئے ہین پھول اسکے دونون کنارون کو آراستہ کئے ہوئے ہین ہر قسم کے خوش ذائقہ پھلونکے درخت اور بہت ہی پیارے پیارے پھول اسکے کنارون پر ہین۔ یہ دریا اس بدار اور صاف و شفاف چشمے کی طرح پاک اور صاف ہے جسمین بادشاہون کے بادشاہ کو دیر جی (جو ہندو دیومالی مین دولت کے دیوتا مانے گئے ہین اور جنکی تفرج گاہ کی خوشنمائی و زیبائی ضرب المثل ہے) آکے اشنان کرتے ہین۔

پیاری سیتا! میری زندگی اجودھیا مین ایسی خوشگوار نہین معلوم ہوتی تھی جیسی اسوقت اس سندر دریا۔ اس پہاڑ اور تمہارے پیارے چہرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔

پیاری اس آہستہ بہنے والے دریا مین نہاؤ اور موج کرو۔ بیخوف و بے ہراس محبت کے ساتھ اسکے پاس جاؤ دریا دلی کو کام مین لاؤ۔ اسے تم اجودھیا کا شہر سمجھو اور اس خوبصورت دریا کو اپنا سرجو دریا خیال کرو ہمت کے گھاٹ سے کشتی کو لگا دو۔

www.taemeernews.com

ہم تینون مین بات رہجائیگی اس دنیا کے اُتار چڑہاؤ کا کوئی خیال نکرو رکا غذ کی ناؤ ہے
تب تک چلے گی آخر ایک روز زد ریا برد ہوجائیگی اور اس جودکی کشتی سنتوش اور
مکتی کے گہاٹ کو لگجائیگی یہی وقت امتحان کا ہے۔
مین خوشی کے مارے اپنے آپ سے باہر ہوجاتا ہون بہت کم کسی کی ایسی قسمت
ہوگی جیسی میری ہے"۔
ناظرین کن موثر الفاظ مین مہاراج رامچندر جی نے اپنی وفادار بی بی کو معرفت کا
سبق دیا تابع تسلیم ورضا کیلئے شہر ہو یا جنگل پہاڑ ہو یا دریا۔ شاہی ہو یا فقیری۔
ہر مقام یکسان ہے۔ اسکی معرفت مین ڈوبی ہوئی نظر معمولی سی معمولی چیزون مین
بھی اسی اثر کو محسوس کرتی ہے جو خدا کی قدرت کا کرشمہ ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

فاعتبروا یا اولی الابصار

الله بس باقی ہوس

شاد عفی عنہ

دسہرا

از

ہز اکسلنسی راجۂ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت
جی۔سی۔آئی۔ای پیشکار و سابق مدار المہام سرکار عالی المتخلص بہ شاد

در

مطبع محبوب پریس علاقہ پیشکاری سے شائع ہوا